پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں شہباز شریف نے حال ہی میں بھارتی پنجاب کا دورہ فرمایا ہے۔ اس دورے میں انھوں نے اعلان کیا ہے کہ پاکستانی اور بھارتی پنجاب کے درمیان زبان، کھانے پینے کے معاملات مشترک ہیں۔ حیرت ہے کہ میاں شہباز شریف کو دونوں ثقافتوں کی 'بنیادی چیزوں کے امتیازات' تو یاد نہیں، البتہ 'ثانوی چیزوں کی مماثلتیں' انھیں خوب نظر آرہی ہیں۔ میاں شہباز شریف اس دورے میں سکھوں کے ساتھ کتنے گھل مل گئے تھے، اس کا اندازہ اخبار میں شائع شدہ ہونے والی اس تصویر سے ہوتا ہے جس میں وہ دو سکھ بزرگوں کے درمیان موجود ہیں۔ اس تصویر کے لیے کیپشن وضع کیا جائے تو وہ اس فقرے کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا:

'اس تصویر میں شہباز شریف کون ہے؟'

ایسی ہی ایک تصویر بلاول کے حوالے سے بھی شائع ہوئی ہے۔ اس تصویر کے لیے مناسب ترین کیپشن یہ ہے: 'اس تصویر میں سندھی کلچر کہاں ہے؟'

❑ سندھ کلچرل میلہ یا حیا کی کہہ مُکرنی

پروفیسر عنایت علی خاں

'کہہ مُکرنی' کے معنی ہیں: ایک ہی سانس میں ایک بات کہنا اور پھر اس سے مُکر جانا۔ شاعری میں کہہ مُکرنیوں کے خالق اور خاتم امیرخسرو گزرے ہیں، لیکن سیاست میں کہہ مُکرنی ہمارے سیاست دانوں کے کردار کی شکل میں مجسم نظر آتی ہے، جس کا مظاہرہ یوں تو اہلِ وطن تشکیل پاکستان سے لے کر آج تک دیکھتے رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں، لیکن تازہ واردِ بساط سیاست عزیزمن بلاول زرداری نے جو مظاہرہ کیا ہے، وہ اپنی جگہ فقید المثال ہے۔ میری مراد عزیزم کے اُس اعلان سے ہے، جو انھوں نے تحفظِ ثقافت سندھ مہم کی تمہیدی تشہیر کے سلسلے میں کیا تھا، جو یہ تھا کہ: حیا ہماری ثقافت کا حصہ ہے اور ہم اپنے اس پروگرام میں، اپنے اس قیمتی ورثے کے تحفظ کی مہم چلائیں گے۔ اس قیمتی ثقافتی ورثے یعنی حیا کی پاس داری کے عزم کا اظہار بھی عزیزم نے شایانِ شان طریقے پر اس انداز سے کیا تھا کہ عزیزم، قائداعظم کے سپید سنگِ مرمر کے مقبرے کے پس منظر میں سفید براق شلوار قمیص اور اس کے کنٹراسٹ میں سیاہ واسکٹ میں ملبوس تھے۔ زبانِ حال سے

مزار قائد سے فرمایش تھی کہ: 'گواہ رہنا، گواہ رہنا'۔

بادی النظر میں عزیزم کا یہ پُرعزم اعلان خوش آیند ومسرت افزا تھا کہ وہ اس اعلیٰ اخلاقی قدر کے پالن کا اعلان کر رہے ہیں، جسے یوں تو ایک فطری داعیے کے طور پر ہرقوم اور تہذیب نے اپنایا ہے، لیکن نبی کریم صیل اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق ایمان کا ایک شعبہ ہے جس کے بغیر کسی کلمہ گو کا ایمان ہی نامعتبر رہتا ہے۔ نیز آپؐ نے نفسِ انسانی کو رہوار کی لگام قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ ''جب تو حیا سے بیگانہ ہوجائے تو جو چاہے کرتا پھر''......یعنی جب یہ لگام ٹوٹ جائے تو ایمان واخلاق کی ہرقدر کو پامال کرتا ہوا گناہ ونافرمانی کے جس عمیق گڑھے میں لڑھکتا ہوا گرنا چاہے گر جا، کوئی رکاوٹ مانع نہ ہوگی۔ اس فکری پس منظر میں عزیزم کے اس اعلان اور طرزِ اعلان کو دیکھ اور سن کر حیرت انگیز خوشی ہوئی، لیکن چھٹی حِس صبا اکبرآبادی مرحوم کا یہ شعر گنگناتی ہوئی محسوس ہوئی ؎

آپ کے لب پہ اور وفا کی قسم
کیا قسم کھائی ہے خدا کی قسم

چھٹی حس کی تائید حافظے نے کی کہ برخوردار کے والدمکرم جب پیپلز پارٹی کے دورِ اقتدار ثانی میں کچھ دن لندن یاترا سے واپس آئے تو لوگ یہ قطعہ پڑھتے سنائی دیے تھے کہ:

رقیبوں کو یہ خوش فہمی ہوئی تھی کہ اگلا سامنے سے ٹل گیا ہے
میں اپنی آنکھ بنوانے گیا تھا مرے دیدے کا پانی ڈھل گیا ہے

اور پھر ایک موقع پر جب عہدشکنی کا الزام لگا تو مذکورہ مرض کی توثیق اس دنداں شکن ودنداں نما فقرے سے کی تھی: ''معاہدہ ہی تو تھا، کوئی قرآن وحدیث تو نہیں تھا''۔ حالانکہ قرآن ہی میں ہے: ''عہدوپیماں کے ایفا کے بارے میں لازماً بازپُرس ہوگی''۔ دو روز بعد صاحبزادے کے اعلانِ تحفظ حیا کی حقیقت طشت ازبام ہوگئی۔

ہوا کی لہروں کے توسط سے ٹی وی چینل کی اسکرین پر مہم کی مہورت کی جھلکیوں میں شائقین نے وہ حیاپرور نظارہ دیکھا جس کے بارے میں نمایندے کا آنکھوں دیکھا حال ان الفاظ میں گوش گزار ہوا کہ ''پھر اسٹیج پر مغربی طرز کے رقص نے سماں باندھ دیا''۔ یہ تھا سندھی ثقافت کے

قیمتی ورثے حیا کا پالن۔شاعر نے کہا تھا ؎

تھی حیا مانع فقط بندِ قبا کھلنے تک
پھر تو وہ جانِ حیا ایسا کھلا ، ایسا کھلا

جھلکیوں میں مصرع ثانی گویا متشکل ہوکر سامنے تھا۔کہاں حیا کے قیمتی ورثے کے تحفظ کا اعلان وادعا، اور کہاں یہ حیا سوز منظر۔ ہم اعلان واظہار کے اس کھلے تضاد ہی کو ایک اخلاق باختہ کہہ مُکرنی کا شاہکار سمجھ رہے تھے کہ سندھ کلچرل فیسٹیول کی تقریبات کا نصف اخباری صفحے کا اشتہار نظر سے گزرا، جس کا عنوان ہے: ''تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا''۔ ۸فروری کی تقریب میں معروف فن کاروں کے نام کے ساتھ، مقبول حیا پرور گروپ 'بے غیرت بریگیڈ' کا نام بطور خاص شامل تھا۔ اس اشتہار میں کمی تھی تو بس موئن جودڑو سے نکلنے والے دیوداسی رقاصہ کے مجسمے کی تصویر کی، جس کو اشتہاری مونوگرام ہونا چاہیے تھا۔

موئن جودڑو کے مقام پر عظیم الشان اسٹیج اور شائقین وشائقات کی محفل جمی دیکھ کر یاد آیا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ کے ہمراہ ایک ایسی ہی عذابِ الٰہی کا نشانہ بننے والی بستی سے گزر رہے تھے تو آپؐ نے فرمایا تھا: ''اس نزولِ عذابِ الٰہی کے مقام سے تیزی سے گزرو'' (کہ تم پر بھی اس عذاب کا سایہ نہ پڑ جائے)۔ عزیزم نے موئن جودڑو کے ساتھ جس موردِ عذاب بستی ہڑپہ کی تہذیب وثقافت کے تحفظ کا بیڑا اُٹھایا ہے، اس کے بارے میں ہمارے کرم فرما انور مسعود نے کہا ہے ؎

عبرت کی اِک چھٹانک میسر نہ ہوسکی
کلچر نکل پڑا ہے منوں کے حساب سے

اب عزیزم حیاپروری کے نام پر اس عبرت آموز کلچر کے 'احیا' کا الف مخفی رکھ کر اسے 'تحفظِ حیا' مہم کا نام دے رہے ہیں اور ہم قوم کی نوجوان نسل تک علامہ محمد اقبال کی یہ نصیحت پہنچانا چاہتے ہیں ؎

حیا نہیں ہے زمانے کی آنکھ میں باقی
خدا کرے کہ جوانی تری رہے بے داغ